حکیم محمود احمد ظفر

# حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ رحمۃ اللہ علیہ

جس طرح مشک کو اپنی خوشبو کا اشتہار دینا نہیں پڑتا۔ اس کی خوشبو بذاتِ خود اپنا اظہار اور اعلان ہوتی ہے، اسی طرح حکیم حافظ عبدالرشید علم الادیان اور علم الابدان دونوں سے علم و عمل کی خوشبو بن کر نہ صرف خود مہکنے لگے بلکہ یہ گل صد برگ پورے چیچہ وطنی کو مہکاتا رہا۔

میں نے تو دو تین دفعہ بیماری کی حالت میں ان کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ نہایت کم گو بزرگ تھے لیکن بات جتنی بھی کرتے، وہ ۵۲ ماشہ ۸ رتی کی۔ وجہ اس کی بزرگوں کی وہ صحبت تھی جو انسان کو کندن بنا کر رکھ دیتی ہے۔ وہ واقعی ایک کندن تھے۔ میں نے جب بھی ان سے مختصر بات کی تو ان کے مختصر جواب سے پتا چلتا ہے کہ ان کی زندگی کے مقاصد ہمیشہ جلیل رہے اور امیدیں نہایت قلیل۔ ان کی اس خوبی نے ان کو چیچہ وطنی کے قافلۂ حریت کا سرخیل بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے مال و زر بھی دیا ہوا تھا لیکن وہ مال مست نہیں تھے بلکہ حال مست تھے۔ ان کا مال ان کی اولاد ہے جس پر وہ ہمیشہ ناز اور شکر خداوندی کیا کرتے تھے۔ خاص طور پر اپنے بڑے فرزند جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب، اللہ ان کی عمر کو دراز فرمائے اور اپنے باپ کا صحیح جانشیں بنائے۔ میں نے حکیم حافظ عبدالرشید صاحب رحمہ اللہ کی زندگی کا جو تجزیہ کیا ہے۔ اس کا اختصار یہ ہے کہ ان کی نظر میں قصرِ مرمر اور حجرہ بے در دونوں برابر ہوتے تھے۔ نہ وہاں سرشار اور نہ یہاں بے قرار۔ ایسے لوگ شاہی میں انداز فقیرانہ اور گدائی میں شوکت شاہانہ رکھتے ہیں۔ جس مقصد اور جماعت کو درست سمجھا، اسی کے ساتھ ساری زندگی صرف کر دی۔ وہ شب پرست نہیں شب زندہ دار تھے۔

حدیث میں آتا ہے کہ آدمی جس مٹی سے پیدا ہوتا ہے، وہیں دفن ہوتا ہے۔ جنت البقیع کی مٹی کا تقاضا ان کے قلب میں انگڑائیاں لے کر زبان سے عمرہ کا تقاضا کر رہا تھا۔ چنانچہ گزشتہ ماہ مکہ مکرمہ میں عمرہ ادا کیا اور پھر جب دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لے گئے تو جنت البقیع کی مٹی نے انھیں کھینچ لیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً

دوستو! دیکھا تماشا یاں کا سب
تم رہو خوش، ہم تو اپنے گھر چلے

حکیم حافظ عبدالرشید صاحب مرحوم و مغفور نے اس دنیا کا زرِ مبادلہ تو نہیں کمایا لیکن آخرت کا زرِ مبادلہ یعنی اعمال صالحہ کافی حد تک کما لیا۔ کچھ اپنی تعلیم و تبلیغ اور کچھ اپنی طویل بیماری سے اور جاں بلب مریضوں کو اپنی حکمت و طبابت اور اللہ کے حکم سے عروسِ صحت سے ہم کنار کرنے سے۔ مجھے تو ان کے انتقال کا سن کر بار بار یہ شعر یاد آتا تھا:

ملک عدم توں ننگے پنڈے ایس جہانے اوندا اے
بندہ اک کفن دی خاطر کناں پینڈا کردا اے

مرحوم کے صاحبزادگان عبداللطیف خالد چیمہ، جاوید اقبال چیمہ، حافظ حبیب اللہ چیمہ کے علاوہ ان کے بھانجے جناب ڈاکٹر محمد اعظم چیمہ اور دیگر اقرباء کے غم میں برابر کا شریک ہوں اور آخرت میں ان کے درجات کی بلندی کے لیے دست بہ دعا ہوں۔

حکیم حافظ محمد قاسم
ناظم نشریات مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی

# حکیم حافظ عبدالرشید چیمہ نوراللہ مرقدہ

دیکھا اور سنا گیا ہے کہ بچے حفظ قرآن سے بھاگ جاتے ہیں۔لیکن یہ نہیں دیکھا گیا کہ گھر سے بھاگ کر مدرسہ میں قرآن پاک حفظ کر رہے ہوں۔حکیم حافظ عبدالرشید صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کام بھی کر دکھایا کہ گھر سے بھاگ کر قرآن سے محبت کی اور اس کو سینہ میں محفوظ کیا۔انھوں نے ساری عمر ختم نبوت کے محاذ پر خدمات انجام دیں اور دینی تحریکوں کی سرپرستی فرمائی۔جس کا اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ صلہ دیا کہ دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں موت آگئی۔مسجد نبوی میں نمازِ جنازہ پڑھایا گیا اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبور کے ساتھ جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔یہ اللہ تعالیٰ کا ان پر خاص فضل وکرم تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا صدقہ تھا کہ یہ انعامات اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں عنایت فرما دیئے۔آج ان کی اولاد بھی انھی دینی محاذوں پر سرگرم عمل ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدم رکھے۔حضرت حافظ صاحبؒ نے ۶۰ سال حکمت کے ذریعے حقیقی معنوں میں دکھی انسانیت کی خدمت کی۔چیچہ وطنی میں موجود اکثر حکماء اور پنساری حافظ صاحب کے شاگرد ہیں۔

پنسار کے کاروبار میں دونمبری ہی اس کی اصل چمک ہے لیکن حافظ صاحب نے ۵۰ سال سے زائد پنسار کا کام صاف ستھرا اور شرعی اصولوں کے مطابق کیا۔ہر گاہک کو اپنا سمجھ کر پورا ناپ تول کر صاف ستھرا اور معیاری سامان دیا۔یہی وجہ ہے کہ شہر اور گردونواح کے لوگ آج بھی آکر حافظ صاحبکی دکان کا پوچھتے ہیں۔جب کہ ان کو پنسار چھوڑے ۲۰ سال ہونے کو ہیں کہ اب وہ صرف حکمت کرتے تھے۔یہ ان کی دیانت اور امانت کا نتیجہ تھا۔راقم بھی حافظ صاحب کا شاگرد ہے۔آج سے ۸ سال قبل جب والدمحترم حافظ صاحب کی شاگردی میں بٹھانے آئے تو مزاحاً فرمایا کہ اس کو چھوڑ جاؤ دیکھتے ہیں کہ اس سے ہمارا ''قارورہ'' ملتا ہے یا نہیں۔تب اب تک ہر مشکل وقت میں خصوصاً جب ادویات کی پہچان نہ ہوتی یا ادویات کے نسخوں میں قدیم طبی الفاظ کی سمجھ نہ آتی تو ہمیشہ شفقت فرمائی اور تشریحاً اس دوائی کے مزاج، خاصیت، کیفیت اور اہمیت بارے مطلع کیا۔وہ شاگردوں کو پوری توجہ اور محبت سے سرفراز کرتے۔

## دینی خدمات:

حضرت حافظ صاحب جسمانی علاج کے علاوہ روحانی علاج بھی کرتے۔آپ روحانیت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے لیکن انھوں نے کبھی اپنی بزرگی ظاہر نہیں ہونے دی بلکہ بزرگی پر مزاح کا پردہ ڈال کر رکھا تھا۔مشہور ہے کہ زیادہ مزاح کرنے والا رعب ودبدبہ کھو بیٹھتا ہے لیکن حافظ صاحب اس معاملہ میں مستثنیٰ تھے۔ان کا رعب اپنے گاؤں میں مدرسہ میں، مطب میں ہر جگہ چلتا تھا۔آپ ۱۹۲۷ء میں پیدا ہوئے۔بچپن میں قرآن پاک حفظ کیا اور سکول میں پرائمری تک تعلیم

حاصل کی ۔ یہاں آپ کے استاد مولانا عابد مسعود ڈوگر کے دادا جان حاجی ماسٹر فضل دین ڈوگر مرحوم تھے۔ درسِ نظامی کی کتب مختلف اوقات میں مختلف اساتذہ سے پڑھیں ۔حضرت مولانا غلام محمد نوراللہ مرقدہ سے جامع مسجد چیچہ وطنی میں اسی طرح حافظ احمد دین صاحب دادڑہ بالا ہڑپہ، کندیاں شریف، مرشد آباد ضلع بھکر اور کچا کھوہ کے مختلف مدارس اور اساتذہ سے علمی پیاس بجھائی ۔ان کے اپنے بیان کے مطابق مولانا غلام محمد رحمتہ اللہ علیہ، ماسٹر فضل دین مرحوم اور حضرت حافظ احمد دین رحمہ اللہ کا ان کی تربیت پر گہرا اثر تھا۔ یہ دونوں حضرات خانقاہ سراجیہ سے متوسل تھے۔حافظ صاحب نے سلسلہ نقشبندیہ میں پہلی بیعت حضرت حاجی جان محمد رحمتہ اللہ علیہ باگڑ سرگانہ سے کی جو کہ حضرت مولانا احمد خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے (بانی خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف) کے خلیفہ مجاز تھے ۔حضرت حاجی صاحب نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا۔ان کی وفات کے بعد حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سے دوسری بیعت کی اور حضرت خواجہ صاحب سے بھی آپ مجاز تھے۔ انھوں نے اپنے گاؤں چک نمبر۴۲/۱۲۔ایل' جس کا نام بستی سراجیہ بھی ہے' ایک دینی مدرسہ بھی بنا رکھا تھا جہاں بچوں کو حفظ قرآن کی دولت سے نوازا جا رہا ہے اور یہ صدقہ جاریہ تا قیامت جاری رہے گا۔اسی مدرسہ میں آج سے ۳۵ سال قبل امیر مجلس احرار اسلام پیر جی عطاء المہیمن بخاری بھی پڑھاتے رہے ہیں ۔قیامِ پاکستان کے بعد سب سے پہلی تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں شروع ہوئی تو گرفتار ہونے والوں میں آپ بھی شامل تھے۔اسی طرح ہر تحریک چاہے وہ تحریک ختم نبوت ہو، تحریک دفاع صحابہ ہو یا تحریک دفاع طالبان' ان میں بھرپور حصہ لیا۔اسی طرح جمعیت علماء اسلام ضلع ساہیوال کے بانی ارکان میں شامل تھے اور آخری وقت تک جمعیت علماء اسلام ضلع ساہیوال کے سرپرست رہے ہیں۔ایسی ہی وابستگی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تادم مرگ رہی ہے ۔دینی تحریکات اور جماعتوں سے اپنے تعلق کو نجات کا ذریعہ قرار دیتے تھے۔افسوس کہ اب تمام جماعتیں ایسے سرپرستوں سے محروم ہوتی جا رہی ہیں۔

حافظ صاحب علماء کرام سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور علماء کرام اپنے علاج اور ادویات کے لیے حضرت حافظ صاحب سے ہی رابطہ کرتے تھے کہ خالص اشیاء مل جاتی ہیں۔۴ سال قبل حافظ صاحب پر فالج کا شدید حملہ ہوا جس سے آپ کا بایاں حصہ مفلوج ہو کر رہ گیا۔ چلنا پھرنا بالکل بند ختم ہو گیا۔اس کے باوجود طبیعت میں شگفتگی باقی تھی ۔اسی فالج کی حالت میں ایک دفعہ شرعی مسئلہ پوچھنا چاہا تو راقم کے والد محترم مولانا محمد نذیر صاحب کو بلوایا تو سب سے پہلے معذرت کی کہ علماء کے پاس جا کر مسئلہ پوچھنا چاہیے لیکن میں معذور ہوں ۔معذرت چاہتا ہوں کہ آپ کو بلا کر مسئلہ پوچھ رہا ہوں ۔اسی شدید علالت کے باوجود آپ اپنے دواخانہ مطب سراجیہ باقاعدہ تشریف لاتے اور عوام الناس کی خدمت کرتے رہے اور اسی حالت میں اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ کے ہاں کندیاں شریف بھی حاضری دی اور عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کی اجازت چاہی ۔گزشتہ دو سالوں سے ویزہ لگنے کے باوجود عمرہ کے سفر میں کچھ نہ کچھ رکاوٹ پیدا ہو جاتی لیکن گزشتہ ماہ عمرہ کی درخواست منظور ہو گئی ۔بستی باگڑ سرگانہ میں کچھ عرصہ قبل حضرت خواجہ خان محمد صاحب مدظلہٗ حافظ محمد عابد صاحب مرحوم کے بیٹے کی شادی کے سلسلہ میں تشریف لائے تو آپ وہاں بھی تشریف لے گئے ۔حضرت خواجہ